

ڈاکٹر محمد حمید اللہ<sup>ر</sup>

## کی علم حدیث میں خدمات

ڈاکٹر محمد عبداللہ

"وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةً فَقَدْ أُوتَى خَيْرًا كَثِيرًا" (البقرة)

جسے عکت دی گئی اسے خیر کیش عطا کردی گئی

ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۱۹۰۲ء۔۲۰۰۲ء) کاشم بلال شعبہ عالم اسلام کے ایک بے مثال محقق، نامور مصنف اور جلیل القدر مفکر کے طور پر ہوتا ہے۔ آپ مغرب میں اسلام کے سفیر اور ترجمان تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی خدمات میں مشرق و مغرب دونوں کا حسین امتزاج موجود ہے۔ دین اسلام کے حوالے سے آپ کی خدمات وسیع بھی ہیں اور متعدد بھی۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی کے مطابق "شاید بیسوس" صدی کے کسی اور مصنف یا سکالر میں وہ وسعت علمی اور گہرائی نہیں پائی جاتی جو ڈاکٹر محمد حمید اللہ میں پائی جاتی تھی۔ اسلامی علوم و فنون کا شاید ہی کوئی ایسا گوشہ رہا ہوگا جس میں مرحوم نے انتہائی فاضلانہ عالمان اور انتہائی عمیق تحقیق کے نتائج دنیاۓ اسلام کے سامنے پیش نہ کیے ہوں، (۱)۔

قرآنی علوم ہوں یا حدیث و سیرت، فقہ و قانون کا تذکرہ ہو یا اسلام کے سیاسی، انتظامی اور ریاستی تشریحات کی بارے ہو ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم نے اسلام کو ایک زندہ جاویدی عملی دین کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ، شخصیت و کردار اور سیرت و نظام کی جس طرح وضاحت فرمائی یوں معلوم ہوتا ہے کہ فاصلے سست گئے ہیں اور حضور اکرم ﷺ

اور صحابہ کرام کی جماعت ہمارے سامنے موجود ہے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خیر القرون کی اس سے بہتر منظر کش نہیں ہو سکتی۔

اگر چہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کی ابتدائی اور بنیادی دلچسپی میں الاقوامی قانون سے تھی جامعہ عثمانیہ حیدر آباد کن میں انہوں نے قانون کے استاد اور مصنف کے طور پر خدمات سرانجام دیں، بالخصوص ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۰ء کے دو عشروں میں ان کا پیشتر کام میں الاقوامی قانون کے میدان میں نظر آتا ہے۔ (۲) تاہم جب انہوں نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلافت راشدہ سے متعلق سیاسی و سماویز پر مطالعہ و تحقیق پیش کی تو ان کی توجیہ سیرت کی طرف منطبع ہوئی۔ سیرت کا اولین آخذ حدیث نبوی ہونے کی وجہ سے آپ کی دل چھکی کا میدان قانون کی بجائے حدیث و سیرت بنا، یہی وجہ ہے زندگی کے بقیہ پانچ چھ عشرين سب کے سب حدیث و سیرت کے کام میں صرف کیے۔

اگر چہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ معروف معنوں میں محدث نہیں ہیں۔ انہوں نے علم حدیث کی تدریس کا کام بھی اس انداز سے نہیں کیا، جیسا کہ علم حدیث کے اساتذہ کرتے ہیں اور نہیں نے روایتی انداز سے کام کیا تاہم اس سب کے باوجود علم حدیث کی تاریخ میں وہ ایک منفرد مقام کے حامل ہیں اور اتنے منفرد مقام کے، کہ بقول ڈاکٹر محمود غازی "اگر علم حدیث کی تاریخ لکھی جائے تو شاید ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا کام اس تاریخ کا، منفرد عنوان ہو" حدیث کی تاریخ اور استنادی حیثیت ان کی دل چھکی اور خدمات کا خاص موضوع ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی خدمت حدیث اور تاریخ حدیث میں ان کے مقام و مرتبہ کو حقیقی معنوں میں جاننے کے لیے ضروری ہے کہ مستشرقین کے اسلوب طریقہ کار پر ایک سرسری نظر ڈال لی جائے۔

### مطالعہ حدیث میں مستشرقین کا منبع

انیسویں صدی عیسوی میں سانحہ کی دھائی کا دوسرا نصف اور ستر کی دھائی کا بڑا حصہ تیسری دنیا کے لیے بالعوم اور اسلامی دنیا کے لیے بالخصوص ہنگاموں سیاسی عدم استحکام اور فرمی انتشار کا دور تھا۔ عالم اسلام کے اندر اسلامی شخص کا شعور پروان چڑھ رہا تھا اور مغرب کے سیاسی اور علمی ادارے اسے

خطرناک رجحان قرار دے رہے تھے۔ مسلمانوں کی سرگرمیوں پر نہ صرف کڑی نظر تھی، بلکہ ان عوامل کا تجزیہ اور ان اسباب کی تحلیل بھی جاری تھی جو نئے شعور کا باعث بن رہے تھے اور مغرب کی جامعات میں مسلمانوں کی تاریخ و ثقافت، ان کے اداروں اور ان کے علوم و فنون پر تحقیقات کا سلسلہ بھی زور و شور سے جاری رہا۔ اسلامی شخص کے جواز پر علمی اور صحافی بحثوں کو مسلم مالک میں چینچ کے انداز پر شروع کرایا گیا اور عالم اسلام کے اندر موجود سیکولر لابی نے اسلامی حوالہ کو چینچ کیا۔ اسلام کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی تعلیمات کو نہ صرف ناکافی گردانا گیا، بلکہ اسلامی قانون و اخلاق کے بنیادی مأخذ کو بھی مشکوک قرار دیا گیا بالخصوص حدیث و سنت کو موضوع بنایا گیا۔ (۳)

مستشرقین نے اسی زمانے میں حدیث سے متعلق بنیادی بحثیں کیں۔ مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر سپرنگر (Spranger) جو مدرسہ عالیہ کلکتہ کے پرنسپل رہے، جنہوں نے حافظ ابن حجر کی کتاب ”الاصابہ فی تمییز الصحابة“، ایڈیٹ کی اور کلکتہ سے شائع کرایا۔ ۱۸۵۱ء میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تین جلدیوں میں کتاب (Life Of Mohammad) لکھی۔ اس کتاب میں حدیث کی روایت اور حیثیت پر بحث کی۔ یوپی کے لیفٹیننٹ گورنر ولیم میور نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کتاب (Life Of Mohammad) تحریر کی۔ اس کتاب میں سپرنگر کی بحث کو آگے بڑھایا گیا، تاہم حدیث کے متعلق جس مغربی سکالرنے تفصیلی بحث کی وہ جرمن مستشرق گولڈ زیہر (Gold Zeher) Zhiher تھا، اس نے اپنی کتاب (Muhammedanische Studies) کی دوسری جلد میں حدیث پر تقدیدی و تجزیاتی انداز سے لکھا۔ اس کی یہ کتاب ۱۸۹۰ء میں جمپی۔ گولڈ زیہر کے بعد آنے والے تمام مستشرقین نے اس کا تتبع کیا۔ گولڈ زیہر کے اصولوں کو اسلامی قانون کی تحقیق میں پروفسر جوزف شاخت نے اپنی کتاب The Origins of Muhammedens Jurisprudence میں آگے بڑھایا۔ ان تمام محققین نے حدیث کی معنوی حیثیت کو مشکوک قرار دیا۔ ان کے نزدیک حدیث لثر پر بعد کی پیداوار ہے۔ (۴)

لین پول (Lane Pool) لکھتا ہے:

”احادیث کافی تعداد میں ہیں اور مفصل ہیں، لیکن یہ معلوم کرنا آسان نہیں کہ وہ کہاں تک اصلی

ہیں۔ روایات جنہیں بعد میں جمع کیا گیا اور چھ لاکھ سے کم کر کے تعداد ۵۲۷ تک لائی گئیں قابل اعتدال نہیں ہیں، کسی وثوق کے ساتھ اب ان کی چجان میں کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ (۵)

اسی طرح کے اشکالات کا اظہار انسانیکو پیدا یا آف برٹین کا مقابلہ نگار بھی کرتا ہے:

"Hadith (a report, or collection of sayings attributed to the prophet) provide the written documentation of the prophet's word and deeds. Six of these collection, compiled in 3rd century A.H. (9th century AD) came to be regarded as especially author line by the largest groups in Islam, the sunnah " (6)

اسی طرح وضع حدیث کو بنیاد بنا کر حدیث کے پورے ذخیرے کو مشکوک قرار دیا گیا۔ اور سیاسی و کلامی اختلافات کو اشاعت حدیث کا سبب قرار دیا گیا۔ اسی طرح قانونی ضرورتوں کے تحت وضع حدیث کو ایک حقیقت ثابت کیا گیا۔ گولڈ زیبر نے دعویٰ کہ کوئی اختلافی مسئلہ، خواہ وہ سیاسی ہو یا اعتمادی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی قوی الساناد حدیث پر مبنی نہ ہو۔ اس کے بقول سیاسی مقاصد کے تحت احادیث کی تصنیف ایک معمول کی بات تھی۔ گولڈ زیبر نے اپنے دلائل کا سارا ازور اس پر لگایا کہ امام زہری ہنومیہ کے لیے حدیثیں گھڑا کرتے تھے۔ اور ابو ہریرہؓ حکمرانوں کو خوش کرنے کے لیے حدیثیں سناتے تھے پر فیسر جوزف شاخت نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سنت قانونی معنوں کی بجائے سیاسی معنوں میں استعمال ہوتی تھی۔ (7)

مستشرقین کی تحقیقیں و مطالعے سے بطور خلاصہ کے چند نکات یہ سامنے آتے ہیں:

- 1 حدیث لٹری پر زیادہ تر زبانی روایت پر مبنی ہے جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ اسی زبانی روایت سے منتقل ہوتا رہا۔
- 2 اسلامی قانون کے ابتدائی مجموعوں میں حدیثوں کی تعداد کم ہے، جب کہ بعد کے ادوار میں احادیث کی تعداد بڑھ گئی اور متاخر مجموعوں میں اتنی بڑی تعداد، جمع کی گئی جو ابتدائی دور میں ناقابلِ تصور تھی۔
- 3 کم عمر صحابہؓ مرویات کی تعداد بڑی عمر کے صحابہؓ مرویات سے کہیں زیادہ ہے اس لیے ان

کے ساتھ جو سند ملحت کی گئی ہے وہ قابل اعتماد نہیں۔

- 4 اسناد کا طریقہ پہلی صدی ہجری کے آخر میں استعمال کیا گیا، لہذا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس حدیث کو اس اسناد سے بیان کیا گیا ہے وہ صحیح معنوں میں حدیث ہے۔  
 -5 ایسے یقینی ثبوت موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اسناد اور متن حدیث موضوع ہیں (۸)۔

ڈاکٹر خالد علوی کے بقول مستشرقین کا اصل مسئلہ نفیاتی ہے۔ مسلمانوں سے رابطہ کے بعد انہیں اپنے مذہبی ذخیرہ علمی کا تقابل کرنا پڑتا۔ ان کی علمی روایت میں مذہبی تحریروں کی قطع و برید اور رد و بدل شامل تھا۔ عہد نامہ قدیم کی تصنیف کے مراحل تمعین تھے اور عہد نامہ جدید کی کتب کی تصنیف اور ان کی حیثیت کا بھی انہیں علم تھا۔ مسیح کی مستند اور مفصل سوانح عمری کا کوئی وجود نہیں۔ انجیل اربعہ ان کی وفات کے کافی عرصہ بعد لکھی گئیں۔ زبانی روایت کو ایک بنیادی ماذکی حیثیت حاصل تھی جب حدیث کا مستند نہ ذخیرہ ان کے سامنے آیا اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قابل اعتماد کتب ان کی نظر سے گذریں تو انہیں اپنی کمتری کا احساس ہوا، پر گردنے جب الاصابہ کو ایڈیٹ کیا تو اس کے مقدمہ میں لکھا:

”نہ کوئی قوم دنیا میں گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اماء الرجال سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم کیا جاسکے، اسی طرح پروفیسر ما گولیتھ (D.S. Margolieth) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کتاب لکھی تباوجود تعصب کے وہ بھی مجبور ہو کر لکھتا ہے:“ محمد کے سوانح نگاروں کا ایک وسیع سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا غیر ممکن ہے لیکن اس میں جگہ پابنا قابل شرف ہے۔“

اسی نفیاتی الجھن کے پیش نظر انہوں نے مسلمانوں کی پوری علمی روایت کو مٹکوک ثابت کرنے کی کوشش کی ان کا اولین ہدف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی اور اس کے حوالے سے ذخیرہ حدیث بھی۔ (۹)

### مستشرقین کے اثرات

مستشرقین کی مذکورہ فکری کا وسیع پرتاشیر تھیں اور اس سے مسلمان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان افکار کے سب سے زیادہ اثرات ہندوستان اور مصر کے مسلمانوں پر پڑے۔ برصیر پاک وہند میں سر سید احمد خان پہلے شخص تھے جو ان افکار سے متاثر ہوئے اور انکار حدیث کی طرف مالی ہوئے۔ سر سید احمد خان نے دلیم میور کی کتاب کا جواب لکھا اور اس میں بلاشبہ مخلص تھے، لیکن جوابی استدلال میں ان کا انداز معدودت خواہانہ تھا اور غیر شعوری طور پر وہ اس مسلک سے متاثر ہوئے۔ ان کے بعد مولوی چراج علی، علامہ مشرقی، حافظ اسلام جیراج پوری اور غلام احمد پرویز نے منظم طریقے سے اس مسلک کو آگے بڑھایا۔ برصیر میں گولڈ زیہر کی کتابوں کے تراجم نہ ہوئے، کیونکہ انگریزی زبان کے ذریعہ تعلیم ہونے کی وجہ سے اہل علم انگریزی مصادر سے استفادہ کر سکتے تھے (۱۰)۔

البیتہ مصر میں گولڈ زیہر (Gold Ziher) کی کتاب "العقيدة و شریعة الاسلام" کے عنوان سے عربی میں ترجمہ ہوئی۔ اس طرح گولڈ زیہر کے خیالات عرب کے علمی طفقوں تک پہنچے ڈاکٹر علی حسن عبدالقدار نے اپنی کتاب "نظرة عامة في تاريخ الفقه الاسلامي" میں تاریخ حدیث کے بارے میں گولڈ زیہر کے خیالات کو نقل کیا ہے، لیکن ان خیالات کو سب سے زیادہ مرتب انداز میں استاد احمد امین مصری نے "نجد الاسلام" میں اور محمود ابو ریان نے "الاصوات على السنة الحمد لله" میں پیش کیا ہے۔ ابو ریان نے بطور خاص حضرت ابو ہریرہؓ کو نشانہ بنایا جن کا شمار مکفرین صحابہؓ میں ہوتا ہے کہ تین سال میں ساڑھے پانچ ہزار کے قریب روایات ابو ہریرہؓ نے کیسے جمع کر لیں؟ یقیناً وہ گھر کر احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے تھے۔

اگرچہ مسلمانوں کے ہاں نقد حدیث کے سلسلے میں شاندار علمی ذخیرہ موجود ہے۔ حدیث کے سلسلے میں محرف گروہوں کے خیالات کا علمی جائزہ بھی ہماری علمی روایت کا حصہ ہے۔ مستشرقین اور ان سے متاثر دانشوروں کی تحریروں کے جواب میں ایک معتمدہ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ علماء و محققین نے عربی انگریزی اور اردو میں شاندار کتابیں لکھی ہیں، برصیر پاک وہند میں اولیت کا شرف مولانا مناظر احسن گیلانی اور ان کے شاگرد رشید ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو حاصل ہے۔ "اگرچہ علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی

اور مولا نا مودودیؒ نے بھی اس میدان میں قابل قدر کام کیا ہے، مگر اول الذکر استاد و شاگرد نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے، خصوصاً ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اس باب میں اتنا مواد جمع کر دیا ہے کہ بعد میں آنے والے اہل علم انہیں کے خوش چیزوں ہیں۔ ڈاکٹر خالد علوی کے بقول مولا نا مناظر احسن گیلانی کے ہاں معلومات، دلائل اور استخراج کا ایک جنگل ہے جو بزرہ درنگ کا حسین امتزاج ہے، لیکن ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے ہاں سلیقہ و قرینہ سے مقطوم ایک چمنستان ہے جس کی سلیقہ مندی دلنواز اور جس کے پھولوں کی خوبصورتی ہے۔ (۱۱)

گولڈ زیبر اور اس کے عرب متاثرین کے سلسلے میں ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی کی کتاب 'السنة و مکاتبها في التشريع الإسلامي' جمعت ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر مصطفیٰ عظیمی نے اپنے پی۔ انج۔ ڈی کے مقالہ میں گولڈ زیبر اور شاخت کے نظریات کا تدقیدی جائزہ لیا ہے، ان کا یہ مقالہ Studies in Early Hadith literature کے نام سے چھپ چکا ہے اور عربی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر زیبر صدیقی نے اس موضوع پر قابل قدر کام کیا ہے۔ (۱۲)

### خدمت حدیث میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کا اسلوب

جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کیا گیا کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ معروف معنوں میں محدث نہیں ہیں اور حدیث کی خدمت کا کام روایتی علمی اور متکلمین کے طرز پر سرانجام نہیں دیا، تاہم انہوں نے مستشرقین اور ان کے متاثرین کے منہج اور طریقہ کارکوشوری طور پر سمجھا، ان کی حکمت علمی کا مؤمنانہ بصیرت کی روشنی میں جائزہ لے کرتا رہنے والا حدیث اور جیت حدیث میں وہ خدمات سرانجام دیں کہ ان کے پائے کو پہنچانا ممکن نہ ہی مشکل ضرور ہے اور اس باب میں اس قدر ثبوت اور شواہد جمع کر دیے کہ جن کا انکار کج فکر افراد کے لیے بھی ممکن نہیں۔ ڈاکٹر خالد علوی کے بقول: ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی بنیادی خدمت حدیث اس اصول کو مستحکم کرتی ہے کہ کتابت حدیث کا کام عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوا ہے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دستاویزات اور عہد صحابہؓ و تابعین کے مکتب ذخیرہ پر تحقیق کر کے ڈاکٹر مرحوم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ دستاویزات منکرین حدیث و مستشرقین کے اس دعوے کی تردید کے لیے شافی جواب ہیں کہ کتابت کی سرگرمیاں عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسو سال بعد کا واقعہ ہے۔ (۱۳)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی خدمات حدیث اور تاریخ حدیث میں ان کے مقام کا تعین مندرجہ ذیل پہلوؤں سے ہو سکتا ہے۔

(الف) مستقل تصانیف

(ب) مقالات و خطبات

(ج) احادیث سے اخذ و استنباطات

(الف) مستقل تصانیف

تاریخ حدیث میں آپ کی نمایاں کاوشیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ صحیفہ حام بن منبه: تاریخ حدیث کے ضمن میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا سب سے نمایاں کام صحیفہ حام بن منبه کی اشاعت (۱۲) ہے، ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کوہ صحیفہ کا تعارف کرواتے ہوئے قطر از ہیں:

”حضرت ابو ہریرہؓ کے اور بھی شاگرد تھے، جن میں سے ایک زیر اشاعت رسالے کے مؤلف حام بن منبه، بھی ہیں اور یہ تالیف بعینہ محفوظ ہونے والے اور تاحال دستیاب شدہ کتب حدیث میں قدیم ترین ہے، کیونکہ ابو ہریرہؓ کی وفات سن ۵۸ ھ یا اس کے لگ بھگ زمانے میں بیان کی جاتی ہے۔ ابو ہریرہؓ بھی یمنی تھے اور حام بن منبه بھی یمن کے باشندے تھے۔ جب حام تعلیم کے لیے مدینہ آئے تو فطری تقاضے سے وہ اپنے ممتاز ہم وطن ابو ہریرہؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ ابو ہریرہؓ نے اس نوجوان ہم وطن کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کوئی ذیڑھ سو کا انتخاب کیا۔ یہ زیادہ تر تربیت اخلاق کے متعلق ہیں اور ان حدیثوں کو ایک چھوٹے رسالے کی صورت میں مرتب کر کے اپنے شاگرد کو حام کو املا کرایا۔ اس کی تھیک تاریخ معلوم نہیں، لیکن یقیناً ابو ہریرہؓ کی تالیف ہے، جو انہوں نے حام بن منبه کے لیے مرتب کی۔ اس لیے اس کا نام الصحیفۃ الصادقة ابی ہریرۃ لہام بن منبه، ہونا چاہیے، بعض حوالوں سے جیسا کہ آگے بیان ہوگا، معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام یہی تھا۔ یہ قرین قیاس ہے کیوں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو اگر کسی صحابی کی حدیث دانی پر رٹک تھا تو وہ عبد اللہ بن عمر و بن العاص ہیں، جنہوں نے ”الصحیفۃ الصادقة“ کے نام سے حدیثوں کا ایک مجموعہ چھوڑا ہے، کوئی تجھ نہیں؛ اس کی دیکھادیکھی انہوں نے اپنی تالیف حدیث کا نام ال صحیفۃ الصادقة رکھا ہوا (۱۵)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے جہاں صحیفہ کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے، وہاں ۷۷ صفحات کا دیباچہ لکھا، جو بذاتِ خود بہت کام کی چیز ہے اور تاریخ حدیث کے حوالے اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک جگہ خود لکھتے ہیں یہ دیباچہ بتائے گا کہ حدیث نبوی کی تاریخ میں صحیفہ ہمام بن مدبه کو کیا درجہ اور کیا اہمیت حاصل ہے، (۱۶)

صحیفہ ہمام بن مدبه کی تلاش اور اشاعت کی بابت رقم طراز ہیں:

”۱۹۳۲ء میں برلن (جرمنی) میں مجھے زیر اشاعت عربی کتاب کا ایک ناقص مخطوط ملا تھا، جس میں دو جگہ ایک ایک ورق ضائع ہو گیا ہے، میں نے اسے دیہن اپنے لینے نقل کیا اور تلاش رہی کہ اس نادر روزگار کتاب کا کوئی اور نسخہ مل جائے، تو تحریک ہو اور اشاعت کی طرف توجہ بھی کی جائے۔ پورے میں سال بعد اللہ نے یہ آزاد پوری کی وللہ الحمد والمنة۔ (۱۷)

جب کہ دوسرا مخطوط دمشق سے ملا، اس کی بابت لکھتے ہیں:

”دمشق کا مخطوط اپنے ہمشیر مخطوطے پر ایسی ہی فوقيت رکھتا ہے جیسے سورج کا ذاتی نور چاند کی مستعار روشنی پر اور وہ وہاں کتب خانہ ظاہریہ میں محفوظ ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد زیر صدیقی (کلکتہ یونیورسٹی) نے مجھے اس کا پتہ دیا اور دمشق کے ڈاکٹر صلاح الدین مخدی کی مہریانی سے اس کتاب کے فوٹو فرائیم ہوئے، یہ دونوں میرے اور ان تمام لوگوں کے شکریہ کے متعلق ہیں جو اس کتاب پڑھنے سے مستفید ہوں گے (۱۸).

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کمال عجز سے اس کی اشاعت میں اپنے دو محسنوں کا خصوصی شکریہ ادا کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”میں بہتوں کامنوں بھی ہوں اور خوشہ چیزوں بھی۔ خاص کر دو کاذکر ضروری معلوم ہوتا ہے، ایک تو جامع مکلتہ کے پروفیسر محمد زیر صدیقی ہیں، مخطوطہ ثانی کا اصل میں ان ہی نے پڑھایا اور پھر وفور ایثار سے اس کی اشاعت کے لیے میرے حق میں دست بردار ہو گئے۔ تدوین حدیث پر آپ کے بعض گراف قدر مقابلوں سے بھی میں نے استفادہ کیا ہے۔ دوسرے استاد محترم مولانا سید مناظر احسن گیلانی مد فیوضہ ہیں۔ یہاں آئندہ اور اراق میں دیباچے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اصل میں اتنی آنفاب کی

ماہتاب و ارضیا پائشی ہے، جزاً هما اللہ حق الْجَزَاء (۱۹)

اس صحیفہ کی اشاعت سے ڈاکٹر حمید اللہ نے یہ ثابت کیا کہ یہ رسالہ مخطوط دمشق کے روایی محمد بن عبد المسعود سے لے کر رسول اکرم تک بند صحیح مردی ہے، لکھتے ہیں:

”بہر حال پہلی صدی ہجری کے تقریباً وسط کی یہ تالیف تاریخی نقطہ نظر سے ایک گراں مایہ یادگار ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تین سو سال بعد کمی جانی شروع ہوئی اور احمد بن حنبل، بخاری، مسلم، ترمذی جیسے ائمہ کو بھی جعل ساز قرار دینا چاہتے ہیں۔ ان کی دلیل زیادہ تر یہی رہی ہے کہ عہد نبوی یا عہد صحابہ کی حدیث سے متعلق کوئی یادگار موجود نہیں ہے۔ اب عہد صحابہ کی یہ یادگار ہمارے ہاتھ میں ہے اور مقابلہ کرنے پر ظریف آتا ہے کہ بعد کے مؤلفوں نے مفہوم تو کیا، کوئی لفظ تک نہیں بدلا ہے۔ صحیفہ حمام کی ہر حدیث نہ صرف صحاح ستہ میں ابو ہریرہ کے حوالے سے ملتی ہے، بلکہ مماثل مفہوم دوسرے صحابہ سے بھی ان کتابوں میں ضرور ملتا ہے، جو اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ اس کا انتساب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرضی اور بے بنیاد نہیں“ (۲۰)

### صحیفہ حمام کا تحفظ

ڈاکٹر حمید اللہ مذکورہ صحیفہ کے تحفظ کی بابت لکھتے ہیں:

”حمام بن منہ نے اپنے استاد (ابو ہریرہ) سے حدیث کا جو مجموع حاصل کیا تھا، اسے نہ تو ضائع کیا اور نہ اپنی ذات کی حد تک مخصوص رکھا، بلکہ اپنی صوابدید پر اپنے شاگردوں تک پہنچایا اور رسالہ زیرین ذکر کی روایت یا تدریس کا مشغله انہوں نے پیرانہ سالی تک جاری رکھا۔ یہ درس بہتوں نے لیا ہوا گا، لیکن خوش قسمتی سے انہیں ایک صاحب ذوق شاگرد معمربن راشد یمنی بھی مل گیا۔ جنہوں نے بغیر حذف و اضافہ اس رسالہ کو اپنے شاگردوں تک پہنچایا۔ عمر کو بھی ایک متاز اہل علم بطور شاگرد مل گئے، یہ عبد الرزاق بن جمام نافع الحمیری تھے۔ یہ بھی اسی ملک کے چشم و چہار غنچے جس کے بارے میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ’الایمان یمان وارد ہوی ہے‘، جہاں تک زیر اشاعت صحیفے کا تعلق ہے عبد الرزاق نے بخشہ روایت کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اہل علم کی خوش قسمتی ہے کہ انہیں دو بڑے اچھے

ہی شاگرد ملے ایک امام احمد بن حنبل اور دوسرے ابو الحسن احمد بن یوسف اسلامی ان دونوں نے ہمارے صحیفے کی خاص خدمت کی۔ امام احمد بن حنبل نے اسے اپنی صحیفہ تالیف المسند کے باب ابو ہریرہؓ کی ایک خاص فصل میں بلا حذف و اضافہ ضم کر دیا ہے اور جب تک منداہم دنیا میں باقی رہے گی، صحیفہ حام کے بھی باقی رہنے کا سامان کر دیا۔ (۲۱)

اس رسالہ کی اشاعت سے ڈاکٹر حمید اللہ نے حدیث کی استنادی حیثیت پر ایک واضح علمی اور تحقیقی دلیل قائم کی۔ مذکورین و مستشرقین کی یہ دلیل ہے کہ اسناد وضع کی گئیں اور احادیث بھی، لہذا سارا ذخیرہ حدیث مشکوک ہے۔ اس تحقیق کام نے یہ مبرہن کیا کہ سنداور متن حدیث کی حفاظت کا اہتمام مستند ہے اور کسی راوی کے وساع ہونے یا کسی حدیث کے موضوع ہونے سے سارا ذخیرہ حدیث ساقط الاعتبار نہیں ہو جاتا۔ (۲۲)

۲. الوثائق السياسية في المعهد النبوى صلى الله عليه وسلم والخلافة الراشدة  
ڈاکٹر محمد حمید اللہؓ کی مستقل تصنیف کا موضوع، اگرچہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلافت راشدہ کے سیاسی وثیقہ جات ہیں، مگر ان کا تعلق بھی تاریخ حدیث اور اس کی استنادی حیثیت سے ہوتا ہے، کیوں کہ ان دستاویزات کی جمع آوری اور ترتیب میں بنیادی طور پر یہ فکر کار فرمائے ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلافت راشدہ میں تحریری دستاویزات کا تسلسل موجود ہے، دراصل یہی وہ ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کا پی۔ اسچ۔ ذی کی سطح کا کام تھا جسے بعد میں منظم صورت میں کتابی شکل میں پیش کیا گیا (۲۳) جس کی وجہ سے ڈاکٹر موصوف کا رجحان حدیث و سیرت کی طرف ہوا۔ یہ سیاسی وثیقہ جات ان موضوعات پر ہیں:

- 1 نئے یا سابقہ معاملہوں کی تجدید۔
- 2 دعوتِ اسلام کے خطوط۔
- 3 گورزوں کی نازدگیاں اور ان کے فرائض پر مشتمل خطوط۔
- 4 اراضی و دیگر چیزوں کے عطا یا۔
- 5 امان نامے اور وصیت کے خطوں۔

- بعض معاملات میں معین لوگوں کے لیے استثناء کی گجائش۔ -6
- دیگر متفرق خطوط یا وہ خطوط جو مختلف لوگوں کی طرف سے آپ گوموصول ہوئے۔ -7
- ۷۰ دستاویزات پر مشتمل یہ مجموعہ ترتیب و تنظیم کا، بہترین نمونہ ہے، اس سے جہاں اس عہد کی سیاسی و معاشرتی سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے وہاں ان مستند نصوص کی موجودگی سے مسلمانوں کی علمی روایت کی صداقت و ثقابت بھی ثابت ہوتی ہے۔
- عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلافت راشدہ کی دستاویزات کی جمع آوری میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کس قدر تحقیق اور جام کا ہی سے کام لیا۔ اردو مترجم ابو یحییٰ امام خان نو شہروی رقمطراز ہیں:
- ”ان احکام و فرائیں میں سے اسفار حدیث میں ہیں اور اکثر کتب سیرت میں ملتے ہیں۔
- ڈاکٹر محمد حمید اللہ سے پہلے بھی بعض اہل نظر نے بھی تلاش کر کے ایسے مجموعے شائع کیے اور وہ مجموعے مقبول بھی ہوئے۔ بظاہر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ان مجتمع میں اضافہ کیا ہے، لیکن مددوح کے اضافات نے اس صنف کو جامعیت کا درجہ بخشا اور یہ کتاب دنیا میں پھیل گئی، اس کا ترجمہ کئی زبانوں میں ہوا جن زبانوں مسلمانوں کی مشہور زبان اردو بھی ہے۔ مددوح نے اس تلاش میں انقرہ تک سفر کیا۔ وادی مقدس طوی (طور سینا) پہنچے۔ پیرس میں تو آپ کا قیام ہی تھا، انگلینڈ و فرانس میں زیادہ فاصلہ نہ کی، مگر اسفار کتب میں جتو کوہ کندن سے کم نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کس قدر مشقت برداشت کی اور ان کی مشتمت کے صلے میں ڈنیا کے لیے علم کو وہ گوہر نایاب ملا جس کے لیے ہم اور آپ سب چشم براہ تھے۔ (۲۳)
- سیاسی و شیقہ جات کے سلسلے میں دوالگ کتب کا تذکرہ بے جانہ ہو گا
- ۔۔۔ پیغمبر اسلام کے سیاسی مکتوبات میں چھ کی اصلیں:
- اس کتاب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات بنام مقوس، نجاشی، قیصر، کسری، المنذر بن ساویٰ اور جیفر و عبد بن حلبندی سے بحث کی گئی ہے۔ ان خطوط کی دریافت جن کی تعداد اب ۸ ہو چکی ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا وہ کارنامہ ہے جس پر امت مسلمہ بجا طور پر فخر کر سکتی ہے اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقابل انکار ثبوت ہے جن کی نقول اب عام دستیاب ہیں۔

#### 4-The first writer constitution in the world

اس کتاب میں دستور مدنیہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سرکاری دستاویز ہے جس کی توضیح ڈاکٹر مرحوم نے دفعات کی صورت میں کی ہے اور بجا طور پر دنیا کا پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے۔ سروق پر اس کا تعاف یوں درج ہے:

"An important document of the time of the Holy Prophet"

(ب) تاریخ حدیث پر مبنی مقالات و خطبات

تاریخ حدیث پر نہ صرف مستقل کتب بلکہ متفرق مقالات و خطبات کا تذکرہ بھی دیکھی کا باعث ہو گا۔

#### 1- تاریخ حدیث شریف (خطبات بہاولپور)

ڈاکٹر محمد حیدر اللہ کے خطبات بہاولپور اسلام کی عام فہم تعلیمات کے ضمن میں نمایاں شہرت کے حامل ہیں، یہ خطبات ڈاکٹر موصوف کی جملہ تصانیف کا نچوڑ ہیں ان میں دوسرا خطبہ حدیث شریف پر ہے، اس خطبہ میں حدیث کی ضرورت و اہمیت اور تدوین پر سادہ، ولنیشیں اور عام فہم انداز میں تشرع کی گئی ہے۔ جابجا مثالوں کے ذریعے استدلال کیا گیا ہے۔

ایک جگہ حدیث کی ضرورت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فرض کیجیے کہ ایک سفیر کسی بادشاہ کی طرف دوسرے بادشاہ کے پاس سے ایک خط لے کر جاتا ہے، اس مسئلے پر جب گفتگو ہو گی تو سفیر کا بیان کیا ہو کہ، ہر لفظ بھیجنے والے بادشاہ ہی کا پیغام سمجھا جائے گا۔ اس مثال کے بیان کرنے سے میراث انسانیہ ہے کہ حقیقت میں حدیث اور قرآن ایک ہی چیز ہیں، دونوں کا مقام بالکل مساوی ہے۔

ایک اور موقع پر حدیث کی دو قسمیں اور نوعیتیں بیان کی ہیں:

1- سرکاری مراسلے: ہجرت سے قبل آپ کا حضرت تمیم داری کو پروانہ لکھ کر دینا، حضرت جعفرؑ کے ہاتھوں نجاشی کو خط بھیجننا، دوران ہجرت سراقد کو پروانہ امن لکھ کر دینا، ہجرت کے بعد مردم شماری کروانا، دستور مدینہ اور دیگر کئی مراسلے شامل ہیں۔ آپ کے دعویٰ اور سیاسی خطوط بھی اسی قسم میں آتے ہیں۔

2۔ نجی طور پر مرتب کردہ تحریریں: صحابہ کرام کی نجی طور پر مرتب کردہ تحریریں جن میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص، حضرت انس، حضرت ابو ہریرہؓ، سکرہؓ بن جندب، عبد اللہ بن مسعود اور سعدؓ بن عبادہ جیسے صحابہ کرام کے تحریری مجھوںے شامل ہیں۔

### ۳۔ أقدم آثار تدوین الحديث كتابة

اس مقالہ میں حدیث کی تدوین عہد نبوی سے ہی شروع کیے جانے کا ذکر ہے۔  
اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان رسائل کا ذکر ہے جو قبل از ہجرت دوران ہجرت اور بعد از ہجرت لکھے گئے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مرتب ہونے والے صحائف کا تذکرہ بھی ہے۔ (۲۸)

### (ج) احادیث سے اخذ و استنباطات

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی خدمات حدیث کا ایک پہلو یہ بھی ہے، کہ آپ نے پورے لڑپچر میں احادیث نبوی سے جا بجا استدلال کیا ہے، اس سے جہاں ایک طرف علم حدیث پر آپ کی گہری نظر اور بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے تو دوسری طرف حدیث کا عملی اور اطلاقی پہلو بھی سامنے آتا ہے نیز اس سے سیرہ نبویؐ کی عملیت اجاگر ہوتی ہے، چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱۔ امام بخاریؓ نے صراحت کی ہے کہ آخری سال، وفات سے چند ماہ پہلے جب رمضان کا مہینہ آیا تو آپؐ نے پورے کا پورا قرآن مجید لوگوں کو دو مرتبہ سنایا۔ (۲۹)

۲۔ (حدیث جبریل) میں تین چیزوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ ایمان کیا چیز ہے؟ اسلام کیا چیز ہے؟ احسان کیا چیز ہے؟ انہی تین باتوں کو بالفاظ دیگر عقائد و عبادات اور تصوف کہا جاسکتا ہے۔ (۳۰)

۳۔ تسبیح کا جواز ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ایک دعا مجھے دو ہزار مرتبہ روزانہ سونے سے پہلے پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی، دو ہزار ایک ایسا ہندسہ ہے جس کا انگلیوں پر شمار کرنا مشکل ہے۔ (۳۱)

۴۔ غزوہ طائف سے واپسی کے موقع پر ایک واقعہ پیش آیا، جسے شاید تبلیغ کا بالواسطہ طریقہ کہا

جائے جب باغ میں ایک عیسائی ملازم (عداں) نے انگور کا خوش پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہ کر انگور کے داؤں کو کھانا شروع کر دیا (۳۲)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے جو تحقیقات پیش کیں وہ معاصر تحقیقات میں نہ صرف اعلیٰ پائے کی تھیں، بلکہ انہوں نے تحقیق کا جو معیار متعارف کرایا وہ بہت بلند تھا، بلکہ اگر کہا جائے کہ تحقیقات سے بھی ماوراء تھا تو درست ہوگا۔ اگرچہ اس بنیاد پر دور جدید میں بہت سے مصنفوں نے اس اسلوب تحقیق کو آئے گے بڑھایا اور پھر دلائل، قرآن اور شواہد سے اس بات کو پورے طورے پر ثابت کر دیا کہ علم حدیث صرف زبانی روایات پر منی نہیں، بلکہ انسانی وسائل کے اعتبار سے کسی بھی ذخیرہ علم کو محفوظ کرنے کے لیے جو اسالیب انسانوں کے لیے ممکن ہیں، ان سب سے کام لے کر علم حدیث کے ان قیمتی ذخائر کو محفوظ کر لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمود غازی کے بقول ”آج کوئی مستشرق یا مستشرق سے متاثر کوئی مستغرب یہ بات نہیں کہتا کہ علم حدیث کی بنیاد سنائی روایات پر ہے، یہ وہ بنیادی اہمیت کا کام ہے جو ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے علم حدیث کے باب میں کیا، جس کے بارے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ علم حدیث کی تاریخ کے انتہائی بنیادی پہلو سے متعلق ہے۔ اس سے ایک اور نئی جہت اور نئی روکا آغاز ہوا ہے (۳۳)۔

### حوالہ جات

۱- محمود احمد غازی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، بیسویں صدی کے متاز ترین تحقیق، درماہ نامہ دعوه، خصوصی شمارہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نمبر ۱ اسلام آباد: دعوۃ اکیڈمی میں الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، جلد ۹: شمارہ ۱۰، مارچ ۲۰۰۳ء ص ۲۷۔

۲- قانون میں الملک کے اصول اور نظیریں (مکتبہ ابراہیمیہ حیدر آباد دکن) پر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا تعارف استاذ قانون میں الملک (جامعہ عثمانیہ) کے طور پر موجود ہے، نیز دیکھیے: امام ابوحنینی گی تدوین قانون اسلامی، اردو، اکیڈمی سندھ کراچی، ۱۹۸۳ء۔

- 3 خالد علوی، ڈاکٹر، حفاظت حدیث، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار لاہور ۱۹۹۹ء ص ۱۶۔
- 4 ایضاً، ص ۱۲، ۱۷۔
- 5 Lane Pool stenely, The speeches and table take of the prophet Muhammad, Macmillen and Co. Ltd. Newyork 1905, P-III.
- 6 Encyclopedia of Britannica, University of Chicago, Britannica Vol. 22 P-5.
- 7 Origions of Muhamadden jurisprudance - P-58
- 8 خالد علوی، ڈاکٹر، حفاظت حدیث، حوالہ مذکورہ، ص ۷۱۔
- 9 ایضاً، ص ۲۰۔
- 10 ایضاً، ص ۲۱۔
- 11 خالد علوی، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی خدمت حدیث، در دعوۃ، ڈاکٹر محمد حمید اللہ نمبر، حوالہ مذکورہ، ص ۳۰۔
- 12 خالد علوی، ڈاکٹر، حفاظت حدیث، در حوالہ مذکورہ، ص ۲۲۔
- 13 خالد علوی، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی خدمت حدیث، حوالہ مذکورہ، ص ۳۰۔
- 14 صحیفہ اصحیح جو صحیفہ حام بن مدبہ کے نام سے بھی موسوم ہے، کی سب سے پہلے اشاعت، مجلہ المجمع لعلی العربی، دمشق سے ۱۹۵۳ء میں بالاقساط چار حصوں میں ہوئی، دوسرا یہ شیش کتابی شکل میں ۱۹۵۴ء میں دمشق ہی سے شائع ہوا۔ مذکورہ صحیفہ کوار دوزبان میں منتقل کرنے کی سعادت بھی ڈاکٹر موصوف کے بھائی مولانا محمد حبیب اللہ کے حصے میں آئی، جو ۱۹۵۵ء میں اسلامک پبلی کیشن سوسائٹی حیدر آباد کن سے شائع ہوا۔ جب کہ انگریزی میں اس کا ترجمہ ڈاکٹر مرحوم کے ایماء پر ان کے استاد مولوی محمد حبیم الدین نے کیا اور ۱۹۶۱ء میں حیدر آباد کن سے شائع ہوا۔ پاکستان میں بھی اردو تراجم متعدد پار شائع ہوئے۔ مزید سمجھئے: صحیفہ حام بن زرمنہ، ڈاکٹر محمد حمید اللہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صحیفہ حام بن مدبہ، اکیڈمی آف لائنس لیئر زکر اپی، پاکستان، ۱۹۹۳ء دیباچہ، ص ۵۱۔
- 15 صحیفہ حام بن مدبہ، پیش لفظ طبع ثالث، ص ۹۔
- 16 ایضاً، ص ۲۹۔
- 17 ایضاً، ص ۲۹۔
- 18 ایضاً، ص ۲۹۔

- 19 ایضاً، ص ۹۔
- 20 ایضاً، ص ۵۱۔
- 21 ایضاً، ص ۵۵۔
- 22 خالد علوی، ڈاکٹر حمید اللہ کی خدمت حدیث، حوالہ مذکور، ص ۳۲۔
- 23 الوعلائق السیاست فی العهد النبوي والخلافة الراشدة، دراصل ان کا وہ مقالہ ہے جو انہوں نے بہان فرانسیسی ۱۹۱۲ء میں سوریون یونیورسٹی (فرانس) کے لیے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ میں اسلامی سفارت کاری کے موضوع پر لکھا اور اس کی بنیاد پر کڑی لٹ کی سند حاصل کی۔ فرانسیسی ایڈیشن پہلی مرتبہ ۱۹۳۵ء میں منظر عام پر آیا، تاہم ڈاکٹر مرحوم کے بقول یہ بعض حوالوں سے نامکمل ہے۔ عربی زبان میں اس کی پہلی طباعت ۱۹۳۱ء میں لجستۃ التالیف والترجمہ قاہرہ مصر سے ہوئی، جب کہ دوسری دفعہ ۱۹۵۶ء میں، طبع خامس ۱۹۸۵ء میں یہرودت سے ہوئی۔ اردو ترجمہ ابو سعید امام خان نو شہری نے ڈاکٹر حمید اللہ کی اجازت سے سیاسی و شیقہ جات از عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تابہ خلافت راشدہ کے نام سے کیا اور مجلس ترقی ادب لاہور نے ۱۹۷۰ء میں پہلی مرتبہ طبع کیا
- 24 محمد حمید اللہ، ڈاکٹر الوعلائق السیاستیہ اردو ترجمہ، سیاسی و شیقہ جات، مجلس ترقی و ادب لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۱۷۶۔
- 25 مکتوبات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ خطوط کی اصلیں، بحوالہ معارف اعظم گزٹھ، ۵/۱۳۸، نومبر ۱۹۸۶ء۔
- 26 Hamidullah, Dr, The first written constitution in the world, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore. 1975.
- 27 محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، الجماعة الاسلامية العالمية اسلام آباد، اشاعت سوم، ۱۹۹۰ء، ص ۳۲۔
- 28 محمد حمید اللہ، اقدم آثار تدوین الحدیث و کتابیہ، الدراسات الاسلامیۃ، اسلام آباد، مارچ، ۱۹۸۰ء۔
- 29 خطبات بہاولپور، حوالہ مذکور، ص ۱۶۔
- 30 ایضاً، ص ۷۸۔

الیضا، ص ۲۱۳	-31
الیضا، ص ۳۰۶	-32
محمود احمد غازی، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، بیسویں صدی کے ممتاز محقق، حوالہ مذکور، ص ۲۲:	-33

